تاثرات

حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کی تاریخِ ولادت کے بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ سوانح نگاروں نے ۱۸۷۳ سے لے کر ۱۸۷۷ تک مختلف تاریخیں لکھی ہیں اور اقبالیات پر تحقیق کرنے والے افراد اور ادارے ابھی تک کسی ایسی تاریخ کا تعین نہیں کر سکے جس پر سب متفق ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ولادتِ اقبال کی صدی کا جشن منانے کا سلسلہ ۱۹۷۳ سے شروع ہو گیا۔ بعض ملکوں نے ۱۹۷۴ میں یہ جشن منانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ یہ سلسلہ ۱۹۷۷ تک جاری رہے۔

تحقیقات و ثبوت کی روشنی میں صحیح تاریخ کا تعین کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر قطعی طور پر ایک تاریخ متعین ہو جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ تاہم اگر ایسا نہ ہو سکے تو اس مسئلہ کو اختلافی یا نزاعی مسئلہ بنانے کا بھی کوئی جواز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دو چار سال کے فرق سے نہ تو روحِ عصر بدل جاتی ہے اور نہ اقبال کی عظمت یا ان کے افکار کی افادیت میں کوئی فرق آتا ہے۔ یہ بات اہم نہیں کہ اقبال کس تاریخ کو پیدا ہوئے تھے اصل اہمیت تو اس بات کی ہے کہ ہم اقبال کی یاد میں اس جشن کو کس طرح مناتے ہیں۔

یوں تو اقبال کا کلام و پیام تمام بنی نوع انسان کا فکری اور تہذیبی ورثہ ہے مگر اسلامی دنیا اور بالخصوص پاکستان کے لیے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اپنے عالمگیر نصب العین کو عملی شکل دینے کے لیے انھوں نے مسلمانوں کو اپنا مخاطب بنایا اور برِعظیم ہند میں اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ کرنے کے لیے پاکستان کا تصور پیش کیا۔ اقبال ایک ایسا عالمگیر معاشرہ تعمیر کرنے کے آرزومند تھے جو ہر قسم کے ظلم و استحصال اور وحدتِ ملی کو پارہ پارہ کرنے والے تعصبات سے پاک ہو اور جس میں حق و صداقت، حریت و مساوات، عدل و اخوت اور احترامِ انسانیت کے اسلامی تصورات عملاً کارفرما ہوں۔ یہی وہ بنیادی مقصد ہے جسے حاصل کرنے کے

لیے پاکستان قائم کیا گیا۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد اس کو اس حد تک فراموش کر دیا گیا کہ ربع صدی گزر جانے کے بعد بھی پاکستان کی نظریاتی اساس جیسی واضح حقیقت ابہام کا شکار بنی ہوئی ہے۔

نظریۂ پاکستان کے مطابق ایک ترقی پذیر اسلامی معاشرہ تشکیل دینے کے لیے ایسا اسلامی ذہن پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اسلام کے مقاصد و نظریات و تعلیمات اور عصر حاضر کے اہم اور لازمی تقاضوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہو اور حقیقت یہ ہے کہ آج اقبال کے افکار و نظریات ہی ایسا ذہن پیدا کر سکتے ہیں۔ اقبال نے اسلامی تعلیمات کی روح کو اپنے پیغام میں بڑی دل آویزی سے سمو دیا ہے اور اسلام کے عقائد و تصورات سے دلی وابستگی پیدا کرنے اور اسے استوار تر بنانے کے لیے نئی نسل کے قلب و ذہن میں اس پیغام کو جاگزین کرنا وقت کا ایک اہم ترین تقاضا ہے۔ یہ ایک ایسی اہم ذمہ داری ہے جسے بخوبی پورا کرنے کے بعد ہی ہم اسلام، مفکر اسلام اور پاکستان سے محبت و عقیدت کے دعوے کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔

(رزاقی)

جناب جسٹس ایس - اے - رحمٰن

حیات چلی

فضائے سجدۂ تکریم میں حیات چلی
مگن ثبات کے خوابوں میں بے ثبات چلی

یہ کوئے درد و ملامت، وہ ذوق و شوقِ نمود
کہاں پہ ٹھہری ہے آکر، کہاں سے بات چلی

کہی جو سازشیانِ خزاں نے زیر لبی
چمن میں کھل گئی آخر تو پات پات چلی

رجلو میں بجھتے ستارے، عقب میں مردہ چراغ
دلِ حزیں کے مکینوں کی یوں برات چلی

تصادمِ خم و مینا، ستیزِ ساغر و مے
یہ ساتھیوں میں نئی رسمِ التفات چلی

ملے گا منزلِ دل کا پتہ کہیں نہ کہیں
قدم اٹھاؤ، چلو تیز تر کہ رات چلی